سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۴)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جنگ موتہ

جمادی الاولیٰ ۸ھ (۶۲۹ء): سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: زید بن حارثہ، جعفر بن ابوطالب اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے چہرۂ مبارک پر غم کے آثار نظر آ رہے تھے۔ میں دروازے کی درز سے جھانک رہی تھی، ایک شخص (نام معلوم نہیں ہو سکا) آیا اور حضرت جعفر کے گھر کی عورتوں کے رونے دھونے کا ذکر کیا۔ آپ نے انھیں منع کرنے کا حکم دیا۔ وہ دوبارہ آیا اور بتایا: وہ کہا نہیں مان رہیں۔ آپ نے اسے پھر روکنے کو کہا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور کہا: ان عورتوں نے مجھے مغلوب کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ان کے مونہوں میں خاک ڈال دو۔ حضرت عائشہ نے اس شخص سے فرمایا: اللہ تجھے خاک آلود کرے! تو عورتوں کو روک سکا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے باز آیا ہے (بخاری، رقم ۴۲۶۳۔ مسلم، رقم ۲۱۱۷)۔

فتح مکہ

قریش مکہ کی خلاف ورزی پر حدیبیہ کا معاہدۂ صلح ٹوٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ فتح کی تیاری شروع کر دی۔ آپ نے حضرت عائشہ کو اخفا سے کام لینے کا حکم دیا۔ اس اثنا میں حضرت ابوبکر حضرت عائشہ سے ملنے

آئے تو دیکھا کہ گندم چھانی اور صاف کی جا رہی ہے۔ پوچھا: بیٹی، کیا تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی تیاری کا حکم دیا ہے؟ جواب دیا: ہاں۔ پوچھا: کیا رومیوں سے جنگ کا ارادہ ہے؟ حضرت عائشہ نے کچھ نہ بتایا۔ کیا قریش پر حملے کی تیاری ہے؟ وہ پھر چپ رہیں۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر کو بتایا کہ قریش کو زیر کرنا مقصود ہے۔

حجۃ الوداع

۹ھ: ۲۵/ ذی قعد کو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے جلو میں مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر حجۃ الوداع کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے حج قران کی نیت کی تھی، اس لیے قربانی کے اونٹ ساتھ لائے تھے۔ حضرت علی یمن سے پہنچے تھے، ان کے پاس بھی ہدی کا جانور تھا (بخاری، رقم ۱۶۵۱)۔ حضرت عائشہ اور دوسری ازواج کا ارادہ حج تمتع کا تھا۔ مکہ کے قریبی مقام سرف پر پہنچے تو آپ نے قربانی نہ لانے والے صحابہ کو عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم ارشاد کیا۔ چنانچہ ان سب نے طواف کر کے بال کٹوائے اور احرام کھول دیے (بخاری، رقم ۱۷۸۵)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت طلحہ اور حضرت علی نے احرام باندھے رکھے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اور اصحاب کے پاس بھی قربانی کے اونٹ تھے اور انھوں نے بھی حج قران کیا (بخاری، رقم ۱۷۸۸)۔ تاہم حضرت عائشہ کی روایت کے مطابق آپ نے آرزو فرمائی، اگر مجھے بعد میں پیش آنے والے واقعات پہلے سے معلوم ہوتے تو میں ہدی نہ لاتا اور عمرہ کر کے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ احرام کھول دیتا (بخاری، رقم ۷۲۲۹)۔ اسی روز حضرت عائشہ کے ایام ماہواری شروع ہو گئے تو وہ رونے لگ گئیں اور کہا: کاش! میں اس سال سفر حج میں آپ کے ساتھ نہ آتی۔ لوگ حج سے قبل طواف کر کے احرام کھول چکے اور میں عمرہ بھی نہیں کر سکی۔ آپ نے فرمایا: لگتا ہے تم ایام سے ہو۔ یہ ایسا امر ہے جو اللہ نے بنات آدم (وحوا) کے لیے لازم کر دیا ہے۔ ۹/ ذی الحجہ (یوم عرفہ) کی رات آپ نے فرمایا: تم طواف کے علاوہ حج کے تمام افعال ادا کرنا۔ طہر ہو جائے تو سر کے بال کھول کر غسل اور کنگھی کرنے کے بعد حج وعمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھ لینا، دونوں کے لیے ایک ہی طواف وسعی کی ضرورت ہو گی (بخاری، رقم ۱۵۶۰)۔ اس طرح حضرت عائشہ بھی قارنہ ہو گئیں۔ منیٰ میں وہ حیض سے پاک ہوئیں۔ یوم نحر کو گائے کا بہت سا گوشت حضرت عائشہ کے کمرے میں رکھ دیا گیا۔ پوچھا: یہ کیسا گوشت ہے؟ لوگوں نے بتایا: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی جانب سے قربانی دی ہے (بخاری، رقم ۱۷۰۹)۔ حضرت عائشہ نے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کہا: یارسول اللہ، آپ کے صحابہ تو حج وعمرہ کا ثواب لے چلے اور میں صرف حج کر سکی ہوں۔ آپ نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد چودہ ذی الحجہ کی رات انھیں ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ساتھ مکہ کے مقام تنعیم سے رہ جانے والا عمرہ کرنے کی اجازت دے دی۔ آج کل یہاں مسجد عائشہ ہے۔ اس دوران میں آپ ابطح میں ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ وہ آئیں تو آپ نے مدینہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری، رقم ۱۷۸۸، ۲۹۸۳۔ مسلم، رقم ۱۲۱۱)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: حجۃ الوداع کے دوران میں حضرت صفیہ بنت حیی بھی ایام سے ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ہمیں روک ہی لے گی۔ میں نے بتایا کہ وہ منیٰ سے آ کر طواف افاضہ (طواف زیارت) کر چکی ہیں تو آپ نے فرمایا: پھر وہ ہمارے ساتھ مدینہ کے لیے نکلے، (طواف وداع کی ضرورت نہیں۔ بخاری، رقم ۴۴۰۱)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی۔ آپ رات کو ازواج کے پاس جاتے اور صبح احرام باندھ لیتے، خوشبو ابھی جسم اطہر سے پھیل رہی ہوتی (مسلم، رقم ۱۱۹۲)۔ حضرت عبداللہ بن عمر حالت احرام میں خوشبو لگانا مکروہ سمجھتے تھے، لیکن حضرت عائشہ سے کئی روایات مروی ہیں کہ وہ آپ کو حالت حل واحرام میں بہترین خوشبو لگاتی تھیں (بخاری، رقم ۱۵۳۹۔ مسلم، رقم ۱۱۹۱۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۸۹۵۴)۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت حل واحرام میں مختلف اجزا سے تیار کردہ ذریرہ کی مرکب خوشبو لگائی (بخاری، رقم ۵۹۳۰)۔ ذریرہ کے دوسرے معنی عطر ہندی کے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com

غلاموں کی آزادی اور حضرت عائشہ

غزوۂ عیینہ بن حصن میں کفار کے کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ قید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعنبر کے اسیروں میں سے ایک حضرت عائشہ کو دیا جو انھوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی جانب سے آزاد کر دیا۔

حضرت عائشہ کے پاس بنوتمیم کی ایک عورت جنگی قیدی بن کر آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: بنوتمیم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ آپ کے پاس بنوتمیم کے صدقات آئے تو فرمایا: یہ میری قوم کے صدقات ہیں (بخاری، رقم ۲۵۴۳)۔

حضرت بریرہ ابواحمد بن جحش کی باندی تھیں۔ غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لیے وہ ابواحمد کی عائد کردہ رقم (بدل کتابت) اکٹھی کر رہی تھیں۔ وہ حضرت عائشہ کے پاس آئیں اور کہا: میں نے نو اوقیہ سونے پر مکاتبت کی

ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ (ایک اونس، سوا اٹھائیس گرام) دینا ہوگا۔ ابھی پانچ اوقیہ رہتے ہیں، آپ میری مدد کریں۔ انھوں نے کہا: اگر تو چاہے تو میں تیرے مالک کو کتابت کی رقم دے دیتی ہوں، مگر حق موالات (وراثت) مجھے حاصل ہوگا۔ حضرت بریرہ کے مالک آمادہ نہ ہوئے اور کہا: آپ بدل کتابت دے کر بے شک اسے آزاد کر دیں، لیکن ترکے کا حق ہمیں ہی ہوگا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو حضرت عائشہ نے اس معاملے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو۔ حق موالات اسی کا ہوتا ہے جو غلام کو آزاد کرے (بخاری، رقم ۲۱۶۸، ۲۵۶۰)۔ اس طرح حضرت بریرہ کا تعلق موالات (حق وراثت) حضرت عائشہ سے قائم ہو گیا۔ آزادی کے بعد حضرت بریرہ نے اپنے خاوند سے بھی علیحدگی اختیار کر لی (بخاری، رقم ۲۵۳۶)۔

ذکوان حضرت عائشہ کے غلام مدبر تھے، انھوں نے وصیت کر رکھی تھی کہ میری تدفین کے بعد میرے غلام ذکوان کو آزاد کر دیا جائے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

راز کی بات اور آیت تحریم

۹ھ: اللہ کا ارشاد ہے: 'يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'، ''اے نبی، آپ (قسم کھا کر) وہ شے (اپنے اوپر) کیوں حرام کر رہے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر رکھی ہے؟ (کیا یوں) اپنی بیویوں کی دل جوئی کرنا چاہتے ہیں؟ اللہ معاف کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے'' (التحریم ۶۶: ۱)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد اور مٹھائی بہت پسند تھے۔ عصر کی نماز پڑھا کر آپ اپنی ازواج کے پاس جاتے تو کسی ایک سے قربت بھی اختیار کرتے۔ ایک بار آپ نے حفصہ کے ساتھ معمول سے زیادہ وقت گزارا تو مجھے رشک آیا۔ میں نے کھوج لگایا تو پتا چلا کہ حفصہ کو ان کے قبیلے کی ایک خاتون نے شہد کا کپا تحفے میں دیا اور انھوں نے آپ کو بھی پلایا ہے۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ کوئی چال چلوں گی، چنانچہ سودہ سے کہا: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے پاس آئیں تو کہنا: کیا آپ نے مغافیر تناول کیا ہے؟ آپ کہیں گے: نہیں تو کہنا: مجھے آپ کے پاس سے یہ بو کیسی آ رہی ہے؟ آپ فرمائیں گے: مجھے حفصہ نے شہد پلایا ہے تو کہنا: شہد کی مکھی نے عرفط درخت چوسا ہوگا۔ میں نے صفیہ سے کہا: تم بھی یہی کچھ کہنا۔ اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہ کے حجرے میں تشریف لے آئے۔ انھوں نے آپ سے طے شدہ گفتگو کی پھر میرے پاس آئے تو میں نے وہی جملے دہرائے۔

آپ صفیہ کے گھر گئے تو انھوں نے بھی وہی باتیں کیں۔ یہ سن کر آپ کو اچھا نہ لگا، کیونکہ آپ ہمیشہ خیال رکھتے تھے کہ دہن مبارک یا کپڑوں سے بدبو نہ آئے۔ فرمایا: میں نے مغافیر نہیں، زینب کے ہاں شہد کھایا ہے۔ قسم کھاتا ہوں کہ آیندہ کبھی نہیں کھاؤں گا، لیکن تم یہ بات کسی کو مت بتانا۔ اگلے روز آپ حضرت حفصہ کے ہاں گئے تو انھوں نے پوچھا: میں آپ کو شہد نہ دوں؟ فرمایا: مجھے اس کی چنداں ضرورت نہیں (بخاری، رقم ۴۹۱۲، ۵۲۶۸)۔ مغافیر (گندہ بروزہ یا فیروزہ) وہ گوند ہے جو حجاز کے (ببول سے ملتے جلتے) ایک کانٹے دار درخت عرفط سے نکلتا ہے اور اس میں کچھ بساند ہوتی ہے۔ شہد کی مکھیاں اس درخت پر بھی بیٹھتی ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حفصہ سے ہونے والے اسی طرح کے ایک نزاع میں آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا۔

ارشاد ربانی ہے: 'وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ'، ''جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کی اور پھر جب اس نے اسے افشا کر دیا اور اللہ نے نبی کو اس پر مطلع کر دیا تو نبی نے کچھ بات بتا دی اور کچھ ٹال دی۔ پھر جب آپ نے اس زوجہ سے اس بات کا ذکر کیا تو اس نے پوچھا: آپ کو یہ کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا: مجھے علم اور خبر رکھنے والے اللہ نے بتایا'' (التحریم ۶۶: ۳)۔ یہ دو ازواج حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ ہیں۔ آپ نے راز کی بات حضرت حفصہ سے کہی اور انھوں نے حضرت عائشہ سے کہہ ڈالی۔ وہ راز کی بات کیا تھی، قرآن مجید نے صیغۂ راز میں رکھی۔ پھر بھی مفسرین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ شہد نہ کھانے کی قسم کھانا ہی راز تھا۔ اس گرفت پر دونوں بیبیاں آپ سے روٹھ گئیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

حضرت عبداللہ بن عباس کو برابر یہ خواہش رہی کہ حضرت عمر سے پوچھیں، وہ دو ازواج النبی کون سی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: 'اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا'، ''تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو یہی بہتر ہے، تمھارے دل تو اللہ کی طرف مائل ہی ہیں'' (التحریم ۶۶: ۴)۔ آخر کار ایک حج کے موقع پر ان کے استفسار کا جواب مل گیا کہ وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ہیں۔ حضرت عمر نے وضاحت کی: ہم قبیلۂ قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ مدینہ آ کر جب ہم انصار کے پڑوسی بنے تو دیکھا کہ ان کی عورتیں اپنے مردوں پر غلبہ رکھتی ہیں۔ تب ہماری خواتین نے بھی انصار کی بیبیوں والی دلیری اختیار کر لی۔ ایک بار میں اپنی اہلیہ پر چلایا تو اس نے پلٹ کر ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں نے برا منایا تو اس نے کہا: آپ نے ہمارا جواب سوال کرنا اچھا نہ سمجھا۔ واللہ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج (آپ کی بیٹی: بخاری، رقم ۴۹۱۳) بھی آپ کو ترت جواب دیتی ہیں اور ایک

(حفصہ) تو صبح سے شام تک آپ سے خفا رہتی ہے۔ میں گھبرایا کہ جس زوجۂ رسول نے ایسا کیا، وہ تو خائب وخاسر ہو گئی۔ حضرت عمر کہتے ہیں: میں فوراً اپنی بیٹی حفصہ کے پاس آیا اور پوچھا: کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صبح سے شام تک غصہ کرتی ہے؟ انھوں نے ہاں کہا تو میں نے تنبیہ کی، کیا تجھے خوف نہیں آتا کہ اپنے رسول کے غصہ کرنے پر اللہ بھی غضب ناک ہو جائے اور تو تباہ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت فرمایشیں نہ کیا کرو، آپ سے تکرار کرنا نہ بولنا چھوڑنا۔ اس بات سے فتنے میں نہ پڑ جانا کہ تمھاری پڑوسن عائشہ تم سے زیادہ خوب صورت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے (بخاری، رقم ۲۴۶۸)۔

اپنی بیٹی حضرت حفصہ کو متنبہ کرنے کے علاوہ حضرت عمر حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کے پاس بھی گئے۔ حضرت عائشہ نے کہا: ابن خطاب، آپ کا میرے معاملے سے کیا تعلق؟ اپنے عیبوں کی فکر کریں۔ حضرت ام سلمہ نے کہا: عمر، تعجب ہے کہ آپ ہمارے ہر کام میں دخل دیتے رہے ہیں اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بیویوں کے معاملات میں بھی مداخلت شروع کر دی ہے؟ (بخاری، رقم ۵۸۴۳۔ مسلم، رقم ۳۶۸۵۔ موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۶۶۸۳)۔

www.javedahmedghamidi.com www.al-mawrid.org

اسی اثنا میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے تو حضرت عمر فجر کے وقت آپ سے ملنے گئے۔ نماز پڑھا کر آپ سیڑھی کے ذریعے سے بالا خانے میں (یا حضرت ماریہ کے گھر) چلے گئے جہاں آپ نے تنہائی اختیار کی ہوئی تھی۔ حضرت حفصہ گریہ کناں تھیں، اصحاب رسول بھی منبر نبوی کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشی غلام سے کہا کہ مجھے ملنے کی اجازت لے دو۔ تین بار درخواست کرنے کے باوجود آپ نے خاموشی اختیار کی تو حضرت عمر واپس ہونے لگے تب آپ نے انھیں کمرے میں بلا لیا۔ آپ خالی بوریے پر، کھجور کی چھال سے بھرے چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے لیٹے تھے۔ آپ کے نیچے کوئی بچھونا بھی نہ تھا، چٹائی کے نشان آپ کے پہلو مبارک پر نظر آ رہے تھے۔ حضرت عمر نے سلام کرنے کے بعد سوال کیا: کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر نے آنکھ اٹھا کر دیکھا، آپ کے گھر میں تین کھالوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس لیے درخواست کی: اللہ سے دعا کریں کہ آپ کی امت کو بھی وسعت عطا ہو۔ آپ نے جواب فرمایا: ایران وروم کے لوگوں کو جینے کے مزے دنیوی زندگی ہی میں دے دیے گئے ہیں (بخاری، رقم ۲۴۶۸)۔ رخصت ہونے سے پہلے حضرت عمر نے آپ سے اجازت لی کہ لوگوں کو مطلع کر دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔

حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو راز کی بات بتا دی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں ایک ماہ تک ازواج کے حجروں میں نہ جاؤں گا۔عزلت کے انتیس دن گزارنے کے بعد آپ حضرت عائشہ کے پاس گئے تو انھوں نے کہا: آپ نے تو ایک ماہ کی قسم کھائی تھی اور ابھی ہماری گنتی انتیس تک پہنچی ہے۔فرمایا: مہینا انتیس کا بھی ہوتا ہے۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اسی موقع پر آیت تخییر نازل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تخییر کی ابتدا مجھ سے کی (بخاری، رقم ۵۱۹۱۔مسلم، رقم ۳۶۶۵)۔

تخییر ازواج

زمین کے خزانوں کا نگران و مہتمم فرشتہ اپنی کنجیاں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ نے آپ کو اختیار (choice) دیا ہے کہ آپ نبیٔ پادشاہ بن جائیں یا نبیٔ عبد رہنا پسند کر لیں۔جواب فرمایا: میں تو نبیٔ بندہ رہنا چاہتا ہوں۔ایک دن بھوکا رہتا ہوں اور ایک روز پیٹ بھر لیتا ہوں۔آپ نے دعا کی: اے اللہ، مجھے مسکینی کی زندگی اور مسکینی کی موت دینا، روز حشر مساکین کے ساتھ اٹھانا۔آپ کا اختیار پوچھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازواج مطہرات کی تخییر کا ارادہ فرمایا۔ازواج مطہرات کا آپ سے کچھ ضرورت، کچھ آسایش کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور سوتاپے کی وجہ سے آپ سے ناراض ہونا بھی آیت تخییر نازل ہونے کا سبب بنا (مسلم، رقم ۳۶۸۳۔مسند احمد، رقم ۱۴۵۱۵)۔ ارشاد ربانی ہے: 'یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا'، ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے، اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و آرایش حاصل کرنا چاہتی ہو تو آؤ، میں تمھیں مال و متاع دے کر بھلے طریقے سے رخصت کر دیتا ہوں۔لیکن اگر تم اللہ، اس کے رسول اور آخرت میں قائم رہنے والے گھر کی طلب رکھتی ہو تو اللہ نے تم نیک بیبیوں کے لیے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے'' (الاحزاب ۳۳: ۲۸-۲۹)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخییر کی ابتدا حضرت عائشہ سے کرتے ہوئے فرمایا تھا: عائشہ، میں تم سے ایک سوال کرنے لگا ہوں۔تم اس کا جواب اپنے والدین ابوبکر اور ام رومان سے مشورہ کیے بغیر نہ دینا۔پھر آپ نے آیات تخییر سنائیں تو حضرت عائشہ نے کہا: اس باب میں مجھے والدین سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں۔میں اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کا انتخاب کرتی ہوں (بخاری، رقم ۴۷۸۵۔موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۵۷۷۰)۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اب میں تمھاری ساتھی ازواج سے یہی سوال کروں گا۔کہا:

انھیں میرا جواب نہ بتانا۔ باقی ازواج کا جواب بھی یہی تھا (بخاری، رقم ۴۷۸۶)۔

تخییر سے تفویض تک

عہد رسالت میں تو اتنا ہی ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو ایک بار اختیار (choice) دیا کہ وہ آپ کو چھوڑ کر جانا چاہیں تو چلی جائیں، تاہم اس واقعے پر ایک بڑے فقہی مسئلے کی بنا رکھ دی گئی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے اللہ و رسول کو اختیار کیا۔ آپ نے اسے کچھ شمار نہ کیا، یعنی ایک طلاق بھی واقع نہ ہوئی (بخاری، رقم ۵۲۶۲)۔ حسب معمول ایک متضاد قول بھی ان سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ کے شاگرد مسروق کہتے ہیں: مجھے کوئی پروا نہیں، اپنی بیوی کو سو بار بھی اختیار دوں اور وہ مجھے چن لے تو کچھ نہ ہوگا (بخاری، رقم ۵۲۶۳)۔ بہ فرض محال اگر ازواج مطہرات میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہونے کا فیصلہ کرتی تو آپ اسے طلاق دیتے جیسا کہ 'اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا'، ''میں تمھیں مال و متاع دے کر بھلے طریقے سے رخصت کر دیتا ہوں'' کے الفاظ سے واضح ہے نہ کہ وہ خود اپنے آپ کو طلاق دیتی۔ اسی فرمان کو مدنظر رکھتے ہوئے حسن اور قتادہ کہتے ہیں: یہ تخییر طلاق نہ تھی، بلکہ ازواج النبی کو دنیاوی زیب و آرایش اور آخرت میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کو کہا گیا۔ اہل تاویل کی اکثریت کا خیال ہے کہ زیبایش دنیا کو اختیار کر لینے کا مطلب طلاق لینا ہی ہو سکتا تھا۔ ابوبکر جصاص نے طرفین کے دلائل بیان کرنے کے بعد اکثریت کی رائے کو ترجیح دی۔ حضرت علی کا قول ہے: اگر عورت نے خاوند کے بجائے خود کو اختیار کیا تو ایک بائنہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقہاے حنفیہ نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے، تاہم ان کا کہنا ہے کہ طلاق اسی صورت میں موثر ہوگی اگر عورت ملنے والے اختیار (choice) کو فوراً اسی نشست میں استعمال کر لے۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے اسے ایک رجعی طلاق قرار دیا۔ علی الفور کی شرط کے ساتھ یہی شوافع کا مسلک ہے۔ امام مالک کا فتویٰ ہے، لفظ تخییر کا اطلاق تین طلاقوں ہی پر ہوتا ہے۔ فقہاے متقدمین نے تخییر طلاق کے مسئلے کو وسعت دے کر کئی شقوں اختیار، امر بالید اور مشیت میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح نیابت طلاق یا تفویض طلاق کے عنوان سے اللہ کی طرف سے مرد کو دیے گئے حق 'بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ' (اس کے ہاتھ میں سررشتۂ نکاح ہے، البقرہ ۲: ۲۳۷) کی مستقل منتقلی کی راہ ہموار ہوگئی۔

ابن حزم ظاہری واحد فقیہ ہیں جنھوں نے تفویض طلاق کا بالجزم رد کیا۔ کہتے ہیں: اس باب میں اجماع کا دعویٰ کرنا صریح جھوٹ ہے۔ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

رہے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ کے اقوال تو وہ باہم متناقض ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ان سے ثابت ہی نہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت بے اصل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے، 'امرك بيدك' (تمھارا فیصلہ تمھارے ہاتھ ہے)، 'قد ملكتك امرك' (میں نے تمھارے معاملۂ طلاق کا مالک تمھیں ہی بنا دیا ہے)، یا وہ کہتا ہے: 'اختاري' (تو اپنی راہ چن لے)۔ یہ تمام اقوال اس بات کو لازم نہیں کرتے کہ وہ اسے طلاق دے رہا ہے یا تفویض طلاق کر رہا ہے۔ اس لیے ان بیانات کی بنا پر کسی عورت کو اس کے مرد پر حرام قرار نہیں دیا جا سکتا (المحلی ۱۰/ ۱۲۴)۔

تفویض طلاق کا مسئلہ فقہ کی کتابوں سے ہوتا ہوا ہمارے ملک کے Family Law تک پہنچا تو یہ عبارت سامنے آئی:

Power to give divorce, though belonged to husband, but he could delegate said power to wife or to third person, either absolutely or conditionally and either for a particular period or permanently—

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

Section 7 of Muslim Family Laws Ordinance, 1961 had specifically provided such Talaq which was known as 'Talaq-i-Tafweez'—Person to whom power was so delegated, could then pronounce same accordingly—

Temporary delegation of power was irrevocable, but a permanent delegation could be revoked—Such delegation of option called `Tafweez' by husband to his wife, would confer on her power of divorcing herself—Said 'Tafweez' was of three kinds viz,

Ikhtiar, giving her the authority to Talak herself;

Amr-ba-Yed, leaving the matter in her own hand

Mashiat, giving her the option to do what she liked—

قانون جدید کی اس روشنی میں ایسے واقعات بھی سامنے آئے کہ حق تفویض سے آراستہ ایک خاتون نے اپنے خاوند کو طلاق دے ڈالی، وکلا اور روشن خیال اسکالرز نے اسے فسخ نکاح قرار دے دیا۔ دار الافتا پہنچنے پر یہ طلاق لغو ٹھیری۔

آں حضرت کی اونٹنیاں

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارا زیادہ گزر دودھ پر ہوتا تھا۔ آپ کی

دودھ دینے والی اونٹنیاں جو مدینہ سے باہر چرتی تھیں، آپ نے اپنی ازواج میں تقسیم فرما دی تھیں۔ ایک اونٹنی کا نام عریس تھا جو خوب دودھ دیتی۔ عائشہ کی اونٹنی کا نام سمرا تھا جو میری اونٹنی سے زیادہ دودھ دیتی تھی۔ دوسری اونٹنیوں کے نام بردہ، یسیرہ، مہرہ، شقرا، ریا اور حنا تھے۔ ان کا دودھ دوہ کر شام کو ہمارے پاس پہنچ جاتا تھا۔ ایک غلام یسار جو ان کی نگہبانی کرتا تھا، اسے کفار نے قتل کر دیا تھا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، احکام القرآن (جصاص)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، احکام القرآن (ابن عربی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ، امین اللہ وثیر)۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com